سورۃ الکھف

Chapter 18

A specious cave with narrow entrance

آیات 110

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجًا ؕ﴿۱﴾

1-ساری تحسین وستائش اللہ کی عظمتوں کے اعتراف میں ہے (حمد)۔اسی نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں کوئی اُلجھی ہوئی ٹیڑھ نہیں رکھی (یعنی محمدؐ پر جو قرآن نازل ہوا ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو غلط ہو یا اُلجھی ہوئی ہو یا تضاد سے بھری ہوئی ہو، 2:2)۔

قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡہُ وَ یُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا ۙ﴿۲﴾

2-(اور یہ کتاب یعنی یہ ضابطۂ احکام وقوانین) نہایت سیدھا اور متوازن (نظامِ زندگی فراہم کرنے والا ہے)۔اور مقصد اس کا یہ ہے کہ (یہ ان لوگوں کو جو اِس کی صداقتوں سے انکار کرتے ہیں تو انہیں اُن کی غلط روش کے) ہلاکت انگیز نتائج سے اور اللہ کی طرف سے سخت عذاب سے خوف زدہ کر دے۔اور جو لوگ اسے تسلیم کر کے سنورنے سنوارنے کے کام کرتے رہتے ہیں تو انہیں حسین وخوشگوار نتائج کی یہ خوشخبری دے دے کہ ان کے لئے بہت ہی حسین اجر ہے۔

مّٰکِثِیۡنَ فِیۡہِ اَبَدًا ۙ﴿۳﴾

3-(اور حسین صلے میں جو حسین حالت انہیں میسر آئے گی تو) اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَّ یُنۡذِرَ الَّذِیۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ٭﴿۴﴾

4-اور (یہ کتاب) ایسے لوگوں کو خوفناک نتائج سے آگاہ کرنے والی ہے جو یہ کہتے ہیں! کہ اللہ نے اپنے لئے بیٹا بنا رکھا ہے۔

مَا لَہُمۡ بِہٖ مِنۡ عِلۡمٍ وَّ لَا لِاٰبَآئِہِمۡ ؕ کَبُرَتۡ کَلِمَۃً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاہِہِمۡ ؕ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا کَذِبًا ﴿۵﴾

5-(اور ان کا یہ عقیدہ قطعئی طور پر) کسی علم پر مبنی نہیں ہے اور نہ ہی ان کے باپ دادا کو (کوئی ایسا علم تھا جس کی بناء پر انہوں نے اس عقیدے کی ابتداء کی تھی۔اور یہ لوگ سوچتے ہی نہیں کہ) کیسی سخت بات ہے جسے یہ (یونہی بلا سوچے سمجھے) منہ سے نکال دیتے ہیں (کیونکہ اس سلسلے میں جو کچھ یہ) کہتے ہیں! وہ سراسر جھوٹ کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝

6-(لیکن اے رسولؐ! ہم جانتے ہیں کہ تم سب کے غمگسار ہو لیکن) اگر یہ لوگ اس کلام پر ایمان نہ لائے تو کیا تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنے نفس کو تباہ کر لو گے؟

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝

7-اور(صرف اتنا ہی نہیں کہ انہوں نے اللہ کا بیٹا بنا رکھا ہے بلکہ انہوں نے خود ساختہ رہبانیت کے عقیدوں کی بناء پر انسانوں کو دنیا کی حسین نعمتوں سے متنفر کر رکھا ہے۔ حالانکہ) حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ روئے زمین پر ہے اسے ہم نے اس کے لئے زیبائش و آرائش کا باعث بنا دیا ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں سے کون ہے جو(ان زینتوں کو استعمال کر کے) حسین کام کرتا ہے(اور کون ہے جو بدصورت اور بُرے کام کرتا ہے)۔

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝

8-حالانکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ جو کچھ اس(زمین) پر ہے اسے ہم(نابود کر کے) صاف بنجر میدان بنا دیں گے۔

(نوٹ: آیات 18/7 اور 18/8 سے یہ آگاہی ملتی ہے کہ جو کچھ زمین پر اللہ کی طرف سے عطا ہوا ہے وہ زمین کا حسن ہے۔ اگر اس حسن کو ایسے استعمال نہ کیا گیا کہ زمین کا یہ حسن قائم رہے اور اس کی نشوونما ہو اور اسے بُرے طریقوں سے استعمال کیا گیا تو زمین کے حسن کا باعث بننے والے عناصر تباہ ہو جائیں گے)۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝

9-(لہٰذا، یاد رکھو! کہ جو حسن و زینت عطا کیا گیا ہے اس سب کا قائم رکھنا اور اس کی نشوونما، غرض ہر شے کا توازن نازل کردہ ہدایت کی بنیاد پر ہی ممکن ہے اور اصحابِ کہف بھی یہی کہتے تھے! کہ ایک ہی رب ہے جو ہر شے کو نشوونما دے رہا ہے اس لئے اصل ہدایت بھی وہی ہے جو اس کی طرف سے ہے۔ مگر) کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ جو اصحابِ الکھف و رقیم والے تھے تو وہ ہماری نشانیوں میں سے عجیب نشانی تھے؟

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝

10-(یہ قصہ یوں شروع ہوتا ہے کہ) چند نوجوان تھے انہوں نے ایک ایسی غار میں جا کر پناہ لے لی(جس کا دھانہ تنگ تھا) مگر وہ اندر سے کافی وسیع تھی۔(پناہ انہوں نے اس لئے لی کہ وہ شرک کے خلاف ڈٹ گئے اور اہلِ اقتدار نے انہیں توحید کے عقیدے کے خلاف مشرک نہ بننے پر موت کی سزا سنائی تھی)۔ ان نوجوانوں نے(اللہ سے) التجا کی! کہ اے ہمارے پروردگار! ہماری قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے ہمارے معاملے کو درستی مہیا کئے رکھنا اور اسے کمال تک

پہنچا دینا۔

فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِہِمْ فِی الْکَہْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾

11- چنانچہ ہم نے انہیں اسی غار میں ان کے کانوں پر تھپکی دے کر سالہا سال کے لئے (گہری نیند سلا دیا)۔

ثُمَّ بَعَثْنٰہُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ﴿۱۲﴾

ع 1 12 13

12- پھر ہم نے انہیں اٹھایا تا کہ دیکھیں کہ (ان نوجوانوں کے آپس میں) دونوں گروہوں میں سے کون درست شمار کرتا ہے کہ وہ (کتنی مدت تک غار میں سوئے) رہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ نَبَاَہُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّہُمْ فِتْیَۃٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّہِمْ وَزِدْنٰہُمْ ہُدًی ﴿۱۳﴾

13- (آگے بڑھنے سے پہلے ایک بار پھر جان لو کہ) حقائق پر مبنی یہ داستان جو ہم تم سے بیان کر رہے ہیں اور جسے تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ وہ چند ایسے نوجوانوں کی ہے جنہوں نے اپنے پروردگار کو (ہر شرک اور ہر نقص سے پاک) تسلیم کر لیا ہوا تھا اور ہم نے ان کی اس درست وروشن راہ کی جانب اور زیادہ رہنمائی کر دی تھی۔

وَّرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِہِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلٰـہًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾

14- اور (جب وہ اس مقصد کو) لے کر اٹھے تو ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا اور انہوں نے اعلان کر دیا! کہ ہمارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کو نشو ونما دینے والا ہے۔ لہٰذا، ہم اس اللہ کے سوا کسی اور سے ہرگز دُعائیں نہیں مانگیں گے۔ (اور اگر ہم ایسا کریں گے تو) یقیناً اس وقت ہم ضرور حق سے ہٹی ہوئی بات کریں گے۔

ہٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِہَۃً ؕ لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْہِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ﴿۱۵﴾

15- (پھر انہوں نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا! کہ) کیا یہ ہے ہماری قوم جس نے اللہ کے سوائی خدا بنا رکھے ہیں۔ (اور اے قوم کے لوگو! اللہ کے سوا جن کو تم نے خدا بنا لیا ہے تو تم) انہیں کسی واضح دلیل کے ساتھ ثابت کیوں نہیں کرتے ہو (کہ وہ اللہ سے زیادہ باعلم اور بااختیار ہیں)۔ لہٰذا، اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خود سے ہی باتیں گھڑ کر انہیں جُھوٹے طور پر اللہ سے منسوب کر دے۔

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْہُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ فَاْوٗٓا اِلَی الْکَہْفِ یَنْشُرْ لَکُمْ رَبُّکُمْ مِّنْ رَّحْمَتِہٖ وَیُہَیِّئْ لَکُمْ مِّنْ اَمْرِکُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾

16-اور (ان کا یہ اعلان کرنا تھا کہ ان پر چاروں طرف سے مخالفت کا ہجوم امڈ آیا اور اہلِ اقتدار نے انہیں سزائے موت سنائی جس پر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہوئے کہا! کہ) اب جبکہ تم نے اپنی قوم کے لوگوں (سے الگ مسلک اختیار کرلیا ہے) جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش واطاعت کررہے ہیں (تو ان سب سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ) چلو کسی غار کی طرف جہاں ہم پناہ لے لیں (کیونکہ یہ حقیقت ہے اور اس پر یقین رکھو کہ) تمہارا رب تم پر اپنی رحمت وسیع کردے گا اور تمہارے معاملے کی (کامیابی) کے لئے سہولت مہیا کردے گا۔

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾

ع 2 5 14

17-اور (انہوں نے جس غار میں جا کر پناہ لی وہ اس طرح واقع ہوئی تھی کہ اگر) آپ دیکھیں! کہ جب سورج نکلے تو وہ اس غار کے (دہانہ سے) دائیں جانب کو پھر جاتا ہے اور جب وہ غروب ہو تو (اس کے دہانہ سے) بائیں طرف کتراتا ہوا نکل جاتا ہے۔ اور وہ غار کے اندر ایک وسیع جگہ (پر پڑے ہوئے تھے اور یہ انتظام) اللہ کی نشانیوں میں سے تھا (کیونکہ یہ تھے وہ نوجوان جو ایک اللہ سے چمٹے رہے اور اسی سے ہدایت مانگتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ) جو ہدایت اللہ دیتا ہے اصل میں وہی (کسی کو) ہدایت یافتہ کرسکتی ہے اور جو (ہدایت اس کی طرف سے نہیں ہوتی بلکہ کسی اور کی طرف سے ہوتی ہے تو وہ ہدایت) اختیار کرنے والے کی راہیں الجھا کر گڈمڈ کردیتی ہے جس کی وجہ سے تمہیں اس کے لئے کوئی ایسا ولی یا مرشد یعنی دوست یا معاملات کو صحیح حل کے ساتھ سلجھانے والا میسر نہیں آسکتا (جو اسے اس کی الجھی ہوئی گڈمڈ راہوں سے نکال کر درست راہ پر ڈال سکے۔ البتہ اگر کوئی درست راہ پر ڈال سکتا ہے تو وہ صرف اللہ کی ہدایت ہے)۔

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖۗ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖۗ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾

18-بہر حال (غار میں ان پر ایسی حالت طاری تھی کہ) تم انہیں دیکھ کر یہ سمجھتے کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے تھے اور ہم انہیں دائیں طرف اور بائیں طرف (کروٹیں) بدلواتے رہتے تھے اور ان کا کتا غار کے دہانے پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے پڑا تھا۔ (صرف اتنا ہی نہیں بلکہ وہاں ایسا ماحول طاری ہو چکا تھا کہ) اگر کہیں تم جھانک کر انہیں دیکھتے تو الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوتے اور اس سے تم میں دہشت بھر جاتی (اور یہ اس لئے تھا کہ وہ ماحول ہی ان کی حفاظت کرتا رہے اور کوئی ان کی حالت میں مداخلت نہ کرسکے)۔

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ

اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْۤا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ فَلْیَنْظُرْ اَیُّهَاۤ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْیَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْیَتَلَطَّفْ وَلَا یُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾

نصف القران باعصبار عدد الحروف بانَّ التاءَ بعد الياء من النصف الاول والكلام الثانية من النصف الاخير 12

19-اور (جس طرح انہیں اس حالت میں لے جایا گیا تھا) اسی طرح ہم نے انہیں اٹھا بٹھایا تا کہ وہ آپس میں (وقت کے بارے میں) پوچھ گچھ کریں۔ چنانچہ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا! کہ تم (اب تک یہاں) کتنی دیر رہے ہو گے؟ انہوں نے کہا! ہم (زیادہ سے زیادہ یہاں) ایک دن بلکہ ایک دن سے بھی کچھ وقت (کم) یہاں رہے ہوں گے۔ پھر انہوں نے (آپس میں خود ہی) کہا! کہ اس کا علم تو تمہارے رب کو ہی ہے کہ تم کتنی مدت تک (سوتے) رہے ہو۔ بہر حال، اب اپنے میں سے کسی کو یہ سکہ دے کر شہر کی طرف بھیجتے ہیں تا کہ وہ نشو ونما دینے والا صاف ستھرا کھانا دیکھ کر اسے تمہارے لئے لے آئے اور وہ (یہ سب کچھ) خاموشی و ہوشیاری سے کرے تا کہ کسی کو تمہارے بارے میں پتا نہ چل سکے۔

اِنَّهُمْ اِنْ یَّظْهَرُوْا عَلَیْكُمْ یَرْجُمُوْكُمْ اَوْ یُعِیْدُوْكُمْ فِیْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾

20-(انہوں نے آپس میں باتیں کرتے ہوئے کہا کہ اس احتیاط کی اس لئے سخت ضرورت ہے کہ) اس میں کوئی شبہ ہی نہیں کہ اگر لوگوں پر یہ ظاہر ہو گیا (کہ تم یہاں پر ہو تو وہ چھوڑنے والے نہیں۔ اور) وہ یا تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا (مجبور کر دیں گے کہ) تم واپس انہی کا مسلک اختیار کر لو۔ اور (اگر ایسا ہو گیا تو ہمارا کیا کرایا خاک میں مل جائے گا) اور ہمیں (اپنے رب کے سامنے) کبھی کامیابی کا (منہ دیکھنا نصیب نہیں ہو گا)۔

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَیْهِمْ لِیَعْلَمُوْۤا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَیْبَ فِیْهَا ۚۗ اِذْ یَتَنَازَعُوْنَ بَیْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَیْهِمْ بُنْیَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾

21-اور (اس نے جا کر دیکھا تو زمانے بدل چکے تھے)۔ اور اس طرح ہم نے (لوگوں کو) ان کے بارے میں مطلع کر دیا تا کہ وہ (اس سے) جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچ ہو کر رہتا ہے (کیونکہ وہ جب چاہے اور جتنی دیر چاہے موت طاری کیئے رکھے اور جب چاہے از سرِ نو زندگی میں لے آئے)۔ اور یہ کہ بلا شک و شبہ ایسی گھڑی طاری ہو کر رہے گی (جب موت کے بعد اٹھنا ہو گا اور اعمال کا حساب دینا ہو گا)۔ بہر حال، جب (وہ وفات پا گئے تو) لوگ ان کے معاملے کے بارے میں آپس میں جھگڑے میں پڑ گئے (کہ ان کی یادگار کس شکل میں قائم کی جائے) انہوں نے کہا! ان پر (یعنی ان کی یادگار کے لئے) ایک عمارت تعمیر کی جائے کیونکہ ان کا رب جانتا ہے (کہ ان کا مقام کیا ہے۔ بہر حال) جو لوگ اس معاملے پر غالب آ گئے انہوں نے کہا! کہ ہم ان پر (یعنی ان کی یادگار کے لئے) ضرور ایک مسجد تعمیر کریں گے (یعنی ضرور

ایک ایسا مقام تعمیر کریں گے جہاں اللہ کی پرستش کے ساتھ اس کے احکام وقوانین کی مکمل اطاعت کے لئے تعلیم و تربیت ہوتی رہے)۔

سَیَقُوۡلُوۡنَ ثَلٰثَۃٌ رَّابِعُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ ۚ وَ یَقُوۡلُوۡنَ خَمۡسَۃٌ سَادِسُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ رَجۡمًۢا بِالۡغَیۡبِ ۚ وَ یَقُوۡلُوۡنَ سَبۡعَۃٌ وَّ ثَامِنُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ ؕ قُلۡ رَّبِّیۡۤ اَعۡلَمُ بِعِدَّتِہِمۡ مَّا یَعۡلَمُہُمۡ اِلَّا قَلِیۡلٌ ۬۟ فَلَا تُمَارِ فِیۡہِمۡ اِلَّا مِرَآءً ظَاہِرًا ۪ وَّ لَا تَسۡتَفۡتِ فِیۡہِمۡ مِّنۡہُمۡ اَحَدًا ﴿۲۲﴾

ع 3 5 15

22-(اب بجائے یہ! کہ لوگ اصحاب کہف کے اس اعلان پر باتیں کریں جس میں انہوں نے کہا تھا! کہ شرک صرف گناہ ہی گناہ ہے اور پرستش واطاعت صرف ایک اللہ ہی کی ہوسکتی ہے۔اور یا یہ گفتگو کریں! کہ وہ جب چاہے زندگی سے موت اور موت سے زندگی عطا کر دے اور قیامت وآخرت ضرور طاری ہو کر رہے گی، وہ اس داستان کی بے مقصد باتوں میں الجھ کے رہ جاتے ہیں جیسے یہ کہ) کچھ لوگ کہیں گے! کہ وہ تین تھے (جنہیں اصحابِ کہف کہا جاتا ہے اور) ان میں چوتھا ان کا کتا تھا اور کچھ کہیں گے کہ (نہیں) وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا۔(یعنی) جس بات کی خبر ہی نہیں یہ اس کے بارے میں قیاس آرائیاں کرتے رہتے ہیں۔(کچھ اور اٹھیں گے اور) وہ کہیں گے کہ وہ تو سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔(مگر اے رسولؐ) تم ان سے کہہ دو! کہ ان کی تعداد کے بارے میں صرف میرے رب کو علم ہے۔(اس لئے کہ ان کے اصلی حالات) صرف چند لوگوں کو معلوم تھے۔چنانچہ (اس موضوع پر) سرسری سی گفتگو کے سوا ان سے قطعاً جھگڑا نہ کرو اور اس بارے میں ان میں سے کسی سے کوئی تحقیق و تفتیش بھی نہ کرو (کیونکہ ان میں سے کسی کو حقیقت کا علم نہیں)۔

وَ لَا تَقُوۡلَنَّ لِشَایۡءٍ اِنِّیۡ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا ﴿۲۳﴾

23-اور (یہ غیب کے علم کی باتیں ہیں انہیں اللہ کے سوا صحیح طور پر کوئی نہیں جانتا اور غیب کے سوا اس سلسلہ میں تو انسان کی حالت یہ ہے کہ کسی دوسرے کے متعلق تو ایک طرف اسے خود اپنے متعلق بھی) کسی چیز کے بارے میں کبھی یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہ کام میں کل کرنے والا ہوں۔

اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ ۫ وَ اذۡکُرۡ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیۡتَ وَ قُلۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّہۡدِیَنِ رَبِّیۡ لِاَقۡرَبَ مِنۡ ہٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾

24-(اس کے لئے تمہیں یوں کہنا چاہیے کہ) اگر اللہ چاہے (تو میں یہ کچھ کرسکتا ہوں یعنی انشاءاللہ کہہ کر ایسی بات کرنی چاہیے) اور جب تم (اس طرح اللہ کی مدد حاصل کرنے کے لئے یہ کہنا) بھول جاؤ تو اپنے رب کو یاد کر لیا کرو اور یہ کہا کرو! کہ امید ہے میرا رب میری رہنمائی درست وروشن راہ کی طرف رکھے گا جس میں میں معاملات کا صحیح حل پا کر منزل کے قریب تک پہنچ جاؤں گا (رشداً)۔

وَلَبِثُوۡا فِیۡ کَہۡفِہِمۡ ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیۡنَ وَازۡدَادُوۡا تِسۡعًا ﴿۲۵﴾

25-اور (یہ اصول تو یاد دہانی کے لئے بتائے گئے ہیں کہ اپنے رب کے ساتھ رابطے میں رہا کرو ورنہ جو اصحابِ کہف کی بات ہو رہی ہے تو) وہ تین سو سال اور ان پر نو سال زائد اپنے اس وسیع غار میں رہے (یعنی وہ اس غار میں تین سو نو سال تک پڑے رہے)۔

قُلِ اللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثُوۡا ۚ لَہٗ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اَبۡصِرۡ بِہٖ وَاَسۡمِعۡ ؕ مَا لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ وَّلِیٍّ ۫ وَّلَا یُشۡرِکُ فِیۡ حُکۡمِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾

26-(لہٰذا، پوچھنے والوں سے تم) کہہ دو! کہ اللہ ہی بہتر علم رکھتا ہے کہ وہ وہاں کتنی مدت ٹھہرے رہے کیونکہ اسی کو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ حقیقتوں (کا علم ہے)۔اور وہی سب سے بہتر دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔اور ان کے لئے (جو غار میں تھے) سوائے اللہ کے کوئی کارساز نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ اپنے اٹل فیصلوں میں کسی کو شریک ہی نہیں کرتا۔

(**نوٹ**: اصحابِ الکھف والرقیم کون تھے۔عام طور پر کہف ایسی غار کو کہا جاتا ہے جو اندر سے وسیع ہو مگر اس کا دھانہ تنگ ہو۔اور رقیم کے بارے میں عام مفسرین کی رائے ہے کہ جو نوجوان غار میں کئی سو سال تک رہے ان کا نام ایک دھات کی تختی پر لکھ کر ان کے غار کے باہر لٹکا دیے گئے تھے اس لئے انہیں اصحاب الرقیم کہا جاتا ہے۔مگر اس بارے میں یورپ اور عرب محققین کی آراء میں کچھ اختلاف بھی ہے لیکن بعض نکات ایک جیسے ہیں۔بہرحال، کہا جاتا ہے کہ 251ء میں چند نوجوان رومی بادشاہ دقیانوس کے ڈر سے راقیم شہر کی ایک غار میں جا چھپے۔یہ بادشاہ عیسائیوں کا دشمن تھا۔رومیوں نے دوسری صدی میں جب شام اور فلسطین کا الحاق کیا تھا تو راقیم شہر رومی نو آبادی بن گیا۔رومی اس شہر کو پیٹرا اور عرب اسے بطرہ کہتے ہیں۔یہ شہر سینا اور خلیج عقبہ کے شمال کی طرف سطح مرتفع پر واقع ہے۔تحقیق پر وہاں بڑے بڑے وسیع غار ملے ہیں جن کے اندر اور باہر عمارات کے نشان ملتے ہیں۔غار میں جو نوجوان چھپے انہوں نے بت پرستی چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لی تھی۔کہا جاتا ہے کہ انہیں شرک سے نکل کر توحید اختیار کرنے کی وجہ سے سزائے موت سنائی گئی جس کی وجہ سے وہ فرار ہو کر وہاں جا چھپے تھے اور تین سو نو سال اس غار میں پڑے رہے۔کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ محمدؐ کی ولادت سے کوئی دس سال پہلے جاگے تھے۔کہا جاتا ہے کہ جنہوں نے غار میں پناہ لے رکھی تھی ان کے نام: مشلینا۔مرطونس۔یملیخا۔دیریوس۔سرابیون۔افس تطیوس تھے اور ان کے کتے کا نام قطمیر تھا۔مگر یہ سب انسانی اندازے ہیں۔کیونکہ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ غار میں پناہ لینے والے نوجوان عیسیٰؑ سے پہلے کسی زمانے کے ہیں۔بہرحال، یہی وجہ ہے کہ قرآن نے صاف صاف واضح کر دیا ہے کہ بجائے اس واقعہ کی ادھر ادھر کی باتوں پر بحث کرنے کے صرف ان نوجوانوں کے مقصد اور استقامت پر نگاہ رکھو کیونکہ اس واقعہ کے ہر پہلو کے بارے میں صحیح ترین علم صرف اللہ کے پاس ہے)۔

وَاتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنۡ کِتَابِ رَبِّکَ ؕۚ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ۚ۟ وَلَنۡ تَجِدَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مُلۡتَحَدًا ﴿۲۷﴾

27-چنانچہ (توحید کی یہ آگاہی وہی ہے جو سارے رسولوں کو عطا کی گئی اور اصحابِ کہف بھی اسی پر ڈٹے رہے۔لہٰذا،

اے رسولؐ) تم وہ پیش کرتے جاؤ جو تمہاری طرف تمہارے رب کی کتاب وحی کی گئی ہے۔اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔اور (اے اہلِ ایمان یاد رکھو کہ جس طرح غار میں پناہ لینے والوں کا اللہ مددگار بن گیا تھا اسی طرح تمہارا بھی بن جائے گا لیکن اگر تم نے اللہ کو چھوڑ دیا تو) تمہیں اس کے سوا کہیں جائے پناہ نہیں مل سکے گی۔

وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِىِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ وَلَا تَعۡدُ عَيۡنٰكَ عَنۡهُمۡ‌ ۚ تُرِيۡدُ زِيۡنَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا‌ ۚ وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ وَكَانَ اَمۡرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

28-اور (اے اہلِ ایمان! اگلی بات جو اصحابِ کہف کے واقعہ سے تمہارے سامنے ہے وہ یہ کہ کامیابی کے لئے استقامت اور اپنے ساتھیوں سے پکا رابطہ لازمی شرط ہے۔اس لئے) تم بھی اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ ثابت قدمی سے ڈٹے رہو جو صبح و شام اپنے رب کی توجہ حاصل کرنا چاہتے ہیں (یعنی وہ ہروقت نازل کردہ نظامِ حیات کی صداقتوں کو عام کرنے میں لگے رہتے ہیں)۔لہٰذا (اے اہل ایمان) ایسا کبھی نہ کرنا کہ تم دنیا کی زندگی کی زینتوں کے طلبگار بن کے رہ جاؤ اور ان سے اپنی نگاہیں پھیر لو۔اور (جو اللہ کی صداقتوں کا انکار کرنے والے مخالفین ہیں وہ تمہیں تمہارے ساتھیوں سے ہر طرح سے دُور کرنے کی کوشش کریں گے۔لیکن تم) کسی ایسے شخص کی بات پر کان نہ دھرنا جس کے دل کو ہم نے اپنے متعلق آگاہی سے غافل کر دیا ہے کیونکہ وہ اپنی خواہشات کے ہی پیچھے پیچھے چلتا رہتا ہے۔چنانچہ ایسے شخص کا معاملہ حد سے گزر چکا ہے۔

وَقُلِ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ‌ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡيُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡيَكۡفُرۡ‌ ۚ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلظّٰلِمِيۡنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمۡ سُرَادِقُهَا‌ ؕ وَاِنۡ يَّسۡتَغِيۡثُوۡا يُغَاثُوۡا بِمَآءٍ كَالۡمُهۡلِ يَشۡوِى الۡوُجُوۡهَ‌ ؕ بِئۡسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتۡ مُرۡتَفَقًا‏ ﴿۲۹﴾

29-اور تم اعلان کئے رکھو! کہ تمہارے رب کی طرف سے ضابطۂ حق و صداقت آ گیا ہے۔لہٰذا، جو چاہے اس پر ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر کی راہ اختیار کر لے۔(لیکن یاد رکھو! کہ) اس میں کوئی شبہ ہی نہیں کہ ہم نے ظلم کرنے والے لوگوں کے لئے (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے جس کی لپٹیں انہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوں گی۔اور اگر وہاں وہ فریاد کریں گے (کہ پانی دیا جائے تو وہی کچھ جو انہوں نے ظلم کر کے حاصل کیا ہوا تھا) وہ ان کی دادرسی کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (ان کے منہ میں ڈال دیا جائے گا) جو ان کے چہروں کو بھون کر رکھ دے گا۔کس قدر ہلاکت انگیز ہو گا وہ مشروب اور کس قدر تکلیف دہ ہو گی وہ آرام گاہ (یعنی جہنم کیونکہ جس دولت اور شان و شوکت کے لئے انہوں نے صرف دنیا کو اپنا رکھا تھا وہ ان کے کسی کام نہ آ سکی)۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيۡعُ اَجۡرَ مَنۡ اَحۡسَنَ عَمَلًا‌ ۚ‏ ﴿۳۰﴾

30-(لیکن ان کے برعکس) اس میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں کہ وہ لوگ جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے امن واطمینان میں داخل ہو گئے اور سنور نے سنوارنے کے کام کرتے رہے تو یقیناً ہم ان کے اجر ضائع نہیں کریں گے جو حسن وتوازن قائم رکھنے کے کام کرتے رہے۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَاۗىِٕكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾

ع 4/9/16

31- یہ ہیں وہ لوگ جن کے لئے ہمیشہ رہنے والی ایسی جنتیں ہوں گی جن کے نیچے ندیاں رواں ہوں گی۔ ان میں انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے (یعنی انہیں سرفرازیاں عطا کی جائیں گی)۔ اور وہ سبز باریک ریشم اور اطلس ودیبا کے سبز لباس پہنیں گے اور وہ اونچی مسندوں پر تکیے لگا کر بیٹھیں گے۔ لہٰذا، کس قدر خوشگوار ہوگا ان کی (محنتوں) کا یہ نتیجہ اور کیسی حسین وجمیل ہوگی ان کی یہ آرام گاہ (جو انہیں میسر آئے گی)۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ۭ

32- بہرحال (جنت کی مسرتوں اور جہنم کی بربادیوں کی کیفیات کو مزید واضح کرنے کے لئے، اے رسولؐ!) ان کے سامنے یہ مثال پیش کرو! کہ دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک کے لئے ہم نے انگوروں کے دو باغات تیار کئے جن کے گرداگرد ہم نے کھجوروں کے پیڑ اگا رکھے تھے اور ان کے درمیان ہری بھری کھیتی بھی اُگ رہی تھی۔

كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـــًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ۙ

33- یہ دونوں باغ کثرت سے پھل دیتے تھے اور ان کی پیداوار میں کسی قسم کی کمی نہ ہوتی تھی۔ اور (ان کی آب پاشی کے لئے) ان دونوں کے درمیان ہم نے ایک ندی جاری کر رکھی تھی۔

وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾

34- اور اس سے یہ شخص کافی پھل دار یعنی مال دار ہو گیا۔ (ایک دن اس نے باتوں باتوں میں) اپنے دوست سے کہا! (کہ دیکھو میں تمہارے مقابلہ میں) تم سے زیادہ مال دار بھی ہوں اور آدمیوں (کے جتھے) کے لحاظ سے زیادہ باعزت یعنی زیادہ طاقتور ہوں۔

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ۙ

35- اور وہ (یہ تکبرانہ باتیں کرتے ہوئے) جو اس کے نفس کی تباہی کا باعث بن رہی تھیں اپنے باغ میں داخل ہوا۔ (پھلوں سے لدے ہوئے اپنے باغات کو دیکھ کر) اس نے کہا! میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا (کہ یہ باغات اور

کھیتیاں) برباد ہو جائیں۔

وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰى رَبِّىۡ لَاَجِدَنَّ خَيۡرًا مِّنۡهَا مُنۡقَلَبًا ۝۳۶

36-اور (اس نے اپنے دوست سے یہ تکبر بھی کیا کہ) میں نہیں سمجھتا کہ وہ گھڑی (قیامت) کی قائم ہو کر رہے گی۔ اور اگر ہو بھی گئی اور میں اپنے رب کی طرف لوٹایا گیا تو مجھے ضرور وہاں بھی اس سے بہتر انقلاب یافتہ مقام میسر آئے گا (منقلباً)۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرۡتَ بِالَّذِىۡ خَلَقَكَ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ سَوّٰٮكَ رَجُلًا ؕ‏ ۝۳۷

37-اُس کے دوست نے جو اُس سے باتیں کر رہا تھا کہا! کہ کیا تم اس اللہ (کی سچائیوں اور وعدوں) سے انکار کر رہے ہو جس نے تمہیں مٹی سے درست توازن و تناسب کے پیمانے کے مطابق وجود پذیر کیا اور پھر جنم دینے والے مادے کے قطرے کو (نسلِ انسانی کے آگے بڑھانے کے لئے پیدائش کے نظام کے ضابطوں کا پابند کر دیا اور) پھر تم میں مختلف قوتوں کو صحیح صحیح تناسب دیتے ہوئے تمہیں پوری مردانہ انسانی شکل میں لے کر آیا۔

لٰـكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّىۡ وَلَاۤ اُشۡرِكُ بِرَبِّىۡۤ اَحَدًا ۝۳۸

38-(اور تم ان حقیقتوں سے انکار کرتے ہو تو کرتے رہو) مگر میں (تو تسلیم کرتا ہوں کہ) وہی اللہ میرا رب ہے اور میں رب کے اقتدار و اختیار میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

وَلَوۡلَاۤ اِذۡ دَخَلۡتَ جَنَّتَكَ قُلۡتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ‌ ۚ اِنۡ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنۡكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۚ‏ ۝۳۹

39-اور (اسی لئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ بجائے تکبر و غرور کرنے کے) جب تم اپنے باغات میں داخل ہوتے ہو تو یہ کیوں نہیں کہتے! ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ یعنی اللہ جو مناسب سمجھتا ہے وہی ہوتا ہے اور اس کے سوا کوئی قوت نہیں (جو تمہیں یہ نعمتیں دے سکے اور قائم رکھ سکے۔ باقی رہا یہ کہ) اگر تمہاری نظر میں میرے پاس تم سے کم مال اور اولاد ہے (تو تمہیں اس پر غرور و تکبر نہیں کرنا چاہیے)۔

فَعَسٰى رَبِّىۡۤ اَنۡ يُّؤۡتِيَنِ خَيۡرًا مِّنۡ جَنَّتِكَ وَيُرۡسِلَ عَلَيۡهَا حُسۡبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصۡبِحَ صَعِيۡدًا زَلَقًا ۙ‏ ۝۴۰

40- کیونکہ یہ بھی بعید نہیں کہ میرا رب تم سے بہتر باغ مجھے عطا کر دے اور (تمہارے باغوں اور کھیتوں پر) آسمان سے کوئی ایسی آفت بھیج دے (جس سے تمہارا یہ باغوں بھرا خطہ) مٹی کا چٹیل میدان بن کے رہ جائے۔

اَوۡ يُصۡبِحَ مَآؤُهَا غَوۡرًا فَلَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ لَهٗ طَلَبًا‏ ۝۴۱

41-یا اس کا پانی اس قدر نیچے اتر جائے کہ تم اسے حاصل ہی نہ کر سکو (اور یہ سب کچھ تباہ ہو کر رہ جائیں)۔

وَاُحِيۡطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصۡبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيۡهِ عَلٰى مَاۤ اَنۡفَقَ فِيۡهَا وَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوۡشِهَا وَيَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِىۡ لَمۡ اُشۡرِكۡ بِرَبِّىۡۤ اَحَدًا ﴿۴۲﴾

42- چنانچہ (یہی ہوا کہ) اس کا پھل (تباہی کے) گھیرے میں لے لیا گیا اور وہ ہاتھ ملتا رہ گیا (اور کہنے لگا! کہ برباد ہو گیا وہ سب کچھ) جو میں نے ان پر خرچ کر رکھا تھا۔ (اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ انگوروں کے باغات) بیلوں کو اوپر لے جانے والی اپنی چھتریوں پر گرے پڑے رہ گئے اور تب وہ کہنے لگا! کہ کتنا اچھا ہوتا! کہ میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوتا (یعنی اس کی قوت و اختیار کے مقابل اپنے تکبر کو نہ لے کر آتا)۔

وَلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنۡصُرُوۡنَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنۡتَصِرًا ﴿۴۳﴾

43- بہر حال (مال تو یوں گیا اور جن) جتھوں (پر اسے ناز تھا) سوائے اللہ کے وہ بھی اس کی کوئی مدد کرنے کے کام نہ آ سکتے تھے اور نہ ہی وہ خود اس کا کوئی بدلہ لینے کے قابل تھا۔

هُنَالِكَ الۡوَلَايَةُ لِلّٰهِ الۡحَقِّ ؕ هُوَ خَيۡرٌ ثَوَابًا وَّخَيۡرٌ عُقۡبًا ﴿۴۴﴾ ع 5 13 17

44- (یہ ہیں دو حالتیں ایک وہ جو مسرتوں اور سرفرازیوں کا باعث تھی اور دوسری وہ جو بربادی اور غم کا باعث بنی۔ چنانچہ یہ مثال اعمال کے صلے کے لئے ہے جس کے لئے جنت اور جہنم تیار کر رکھی ہے کیونکہ اس سارے نظام کا) یہاں اختیار صرف اس اللہ کے پاس ہے جس کا ہونا حقیقت ہے۔ اور وہی بہترین اعمال کے نتائج کا صلہ دینے والا ہے (ثواب) اور وہی بہترین انجام تک لے جانے والا ہے۔

وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ فَاَصۡبَحَ هَشِيۡمًا تَذۡرُوۡهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ مُّقۡتَدِرًا ﴿۴۵﴾

45- اور (اس شخص کا انجام ایسا کیوں ہوا؟ کیونکہ اس نے سمجھا کہ دنیا کی دلفریبی و آسائش کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ) دنیا کی زندگی کی مثال تم انہیں یوں بیان کرو! کہ جیسے ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا اور وہ مل جل گیا جس سے زمین کی نباتات ظہور پذیر ہوئیں (اور یوں نظر آنے لگا جیسے یہ ہمیشہ ایسے ہی رہیں گی۔ لیکن ان پر وہ دور آیا جس میں سوکھ کر) پھر وہ چورا چورا ہو گئیں اور اس کو ہوائیں اڑاتی ہوئی (ادھر ادھر پھرتی ہیں یعنی دنیا میں جو کچھ بھی پائیدار نظر آتا ہے وہ ناپائیدار ہے اور چورا چورا ہو کر بکھر جانے والا ہے اس لئے تکبر کر کے اللہ کا شریک بننے کا کوئی جواز نہیں) کیونکہ اللہ وہ ہے جس کا ہر شے پر پورا پورا اختیار و اقتدار ہے۔

اَلۡمَالُ وَالۡبَنُوۡنَ زِيۡنَةُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَالۡبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيۡرٌ عِنۡدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيۡرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾

46-(لہٰذا، یادرکھو! کہ یہ) مال اوراولاددنیا کی زندگی کی زینت ہیں (جونعمتیں تو ہیں مگرانہیں ظلم کے لئے استعمال نہ کرو بلکہ انہیں) اس طرح سنورنے سنوارنے کے کاموں میں لاؤ کہ وہ خیریعنی آسانی، خوشگواری وسرفرازی کے طور پر باقی رہ جائیں کیونکہ وہی تمہارے رب کے نزدیک صلہ دینے کے لئے اعمال کے نتائج ہیں (ثواب) (جس سے انسان کو اپنی بہترین توقعات وابستہ رکھنی چاہیں۔

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿٤٧﴾

47-(اور یہ حقیت اس وقت کھل کرسامنے آجائے گی) جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اورتم زمین کوایک صاف میدان کی طرح دیکھو گےاور ہم تمام کوجمع کرلیں گےاوران میں سے ہم کسی کوبھی نہیں چھوڑیں گے۔

وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿٤٨﴾

48-اور(سب کے سب) تمہارے رب کے سامنےصف بستہ پیش کردیے جائیں گےاورپھر بلاشبہ(ان سے کہا جائے گا) کہ جیسا ہم نے تمہیں پہلی بارتخلیق کیا تھا(اب تم ویسے ہی) ہمارے سامنے آگئے ہو۔ حالانکہ تم یہی سمجھا کرتے تھے کہ ہم نے تمہارے لئے کوئی وعدے کاوقت مقررنہیں کررکھا ہے۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿٤٩﴾

ع 6 5 18

49-اور پھرایک مکمل کتاب یعنی اعمال نامہ سامنے رکھ دیا جائے گا اور جتنے بھی ایسے لوگ ہوں گے جومجرم ہوں گے وہ اسے دیکھ کرلرزاں ہوں گےاور پکاراٹھیں گے! کہ یہ کس قسم کی کتاب یعنی اعمال نامہ اورضابطۂ سزاوجزا ہے جوچھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات کااحاطہ کیے ہوئے ہے(اور انسانی زندگی کا کوئی عمل ایسا نہیں جواس کی زد سے باہر رہ گیا ہو)۔اورجوکچھ انہوں نے کیا ہوگا وہی سامنے آجائے گااورانہیں اس کا (بدلہ) بھی مل جائے گااورتمہارارب کسی سےظلم نہیں کرے گا یعنی کسی کے حقوق میں ذراسی بھی کمی نہیں کرے گا(جوکوئی جس سزاوجزا کا مستحق ہوگا اسے وہی ملے گا)۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِىْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿٥٠﴾

50-اور(اس لئے ایک بار پھر سمجھنے کی کوشش کروکہ ابلیس نے شرکاالہ ءکاربن کرانسان کوگمراہ کرکے جہنم میں لے جانے کے لئے مہلت حاصل کررکھی ہے کیونکہ) جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا! کہ تم آدم کی فرماں برداری اختیارکروتو سوائے

ابلیس کے سب نے (آدم کی) فرماں برداری اختیار کرلی۔ وہ (ابلیس) جنوں میں سے تھا۔ بہرحال، وہ اپنے رب کے اس قانون کی حد سے باہر نکل گیا جونشوونما کے لئے حفاظت فراہم کرنے والا تھا (فسق)۔ (لہٰذا، اے نوعِ انسان سوچو! کہ) کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو، مجھے چھوڑ کر دوست بنا رہے ہو؟ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ظالم لوگوں کے لئے یہ کس قدر بُرا بدل ہے (جوانہوں نے اللہ کی جگہ ابلیس کو اپنا دوست بنا کر اختیار کر رکھا ہے)۔

مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿٥١﴾

51-(اور اللہ کے حقوق سے انکار یا انہیں کم کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان اللہ کے ساتھ اور ہستیوں کو بھی اس کا ہمسر بنا لیتا ہے۔ حالانکہ اس طرح کے ہر عقیدے کے غلط ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ساری ہستیاں اور قوتیں تو کائنات کے بعد تخلیق کی گئیں۔ لہٰذا) جب میں نے آسمان کو تخلیق کیا اور جب خود انہیں تخلیق کیا تو یہ سب تو (اس سے پہلے تھے ہی) نہیں کہ گواہ بنتے۔ (اس لئے یہ کس دلیل کے تحت اللہ کے اختیارات میں شریک ہو سکتے ہیں)۔ اور میں ایسا کرتا ہی نہیں ہوں کہ جو گمراہ ہو چکے ہوں انہیں اپنا دست و بازو بنا لوں (یعنی انہیں نازل کردہ احکام وقوانین کی دعوت عام کرنے والے اور انہیں نافذ کرنے والے بنالوں)۔

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾

52-اور (اسی لئے سوچو اور غور کرو! کہ یہ لوگ جو اللہ کے علاوہ یا اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں یا قوتوں کی پرستش و اطاعت بھی کر رہے ہیں تو پھر کیا کریں گے جب) اُس روز اللہ کہے گا! کہ بلاؤ ان کو جن کو تم (کیا سے کیا) سمجھتے تھے اور میرا شریک ٹھہراتے تھے۔ (اس پر) وہ انہیں پکاریں گے مگر وہ انہیں جواب تک نہ دے سکیں گے۔ اور تب ہم ان کے درمیان تباہی کی جگہ بنا دیں گے (تاکہ دونوں اس سزا کا مزا چکھیں)۔

وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ ع 7 4 19

53-اور وہ سب مجرم اپنی آنکھوں سے جب آگ کو دیکھیں گے تو وہ سمجھ جائیں گے کہ اب وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے (بچ نکلنے) کے لئے انہیں کوئی راہ میسر نہیں آئے گی۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾

54-اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے اس قرآن میں انسانوں کے لئے ہر طرح کی مثال کو لوٹا لوٹا کر بیان کیا ہے (تاکہ بات ہر گوشے اور ہر پہلو سے صاف اور واضح ہو جائے۔ لیکن اس کے باوجود حالت یہ ہے کہ) انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے (اور کوئی نہ کوئی دلیل انکار اور اختلاف کی نکالتا رہتا ہے)۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾

55-اور(اس پر بھی غور کرو! کہ) جب انسانوں کے پاس ہدایت (اس وضاحت) سے آ گئی تو پھر وہ کونسی بات تھی جو انہیں اس سے روکتی کہ وہ اس کی صداقت کو تسلیم کریں اور اپنے رب سے تباہیوں سے محفوظ رہنے کے لئے اس کی حفاظت طلب کریں۔ یہ بات اس کے سوا کیا تھی کہ اُن کے ساتھ بھی وہی دستور پیش آئے جو ان سے پہلی (قوموں) کے ساتھ پیش آتا رہا یا یہ کہ ہمارا عذاب ان کے سامنے ان پر آ جائے۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾

56-حالانکہ ہم اپنے رسولوں کو اس لئے بھیجتے ہیں کہ وہ آگاہی دے دیں کہ نازل کردہ احکام کے مطابق درست راستہ اختیار کرنے کے نتائج کس قدر حسین وخوشگوار ہوتے ہیں اور ان کے خلاف چلنے کے نتائج کس قدر خوفناک ہوتے ہیں (مبشرین ومنذریں)۔لیکن جن لوگوں نے نازل کردہ احکام وقوانین وصداقتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا ہے وہ غلط حقائق کو بنیاد بنا کر جھگڑا کرتے چلے جاتے ہیں تاکہ وہ سچائی کو اس کے مقام سے پھسلا کر (ایسا کر دیں کہ کوئی اس پر اعتبار نہ کرے)۔اور (حقیقت یہ ہے کہ) ان لوگوں نے ہمارے احکام کو (سنجیدگی سے) اپنایا ہی نہیں اور (نہ ہی انہوں نے ان تباہ کن نتائج پر غور کیا) جن سے وہ ڈرائے گئے تھے (بلکہ انہیں یہ) ہنسی مذاق ہی (سمجھتے رہے)۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾

57-اور (اب سوچو کہ) اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جسے اس کے رب کے احکام وقوانین کی آگاہی دی جائے مگر وہ اس سے منہ پھیر رکھے اور یہ بھول جائے کہ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے جو کچھ آگے بھیجا ہے (ان کے نتائج اس کے سامنے آکر رہیں گے)۔ بلاشبہ ہم نے ان کے قلوب پر یعنی اُن کی اُن صلاحیتوں پر جو سچائیوں کو تسلیم کرتی ہیں اور جذبوں کو زندہ رکھتی ہیں حفاظت بھی طاری کی تاکہ وہ حقائق کو اچھی طرح سمجھیں اور پہنچائیں اور اُن کی سماعتوں میں وقار وسنجیدگی عطا کی (لیکن جن لوگوں نے سچائیوں سے انکار کا تہیہ کر رکھا ہوتا ہے تو اس کے بعد) تم انہیں درست وروشن راہ کی طرف چاہے کتنا بھی بلاتے رہو وہ کبھی ہدایت اختیار نہیں کریں گے۔

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ﴿٥٨﴾

58-اور (یہ بھی ہے کہ) تمہارا رب تباہیوں سے محفوظ کر لینے والا ہے (غفور) اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (الرحمۃ)۔ کیونکہ اگر وہ (غلط راستوں پر چلنے والے) لوگوں کے کاموں پر گرفت کرنے پر آئے تو پھر تو بہت جلد ان پر عذاب طاری کر دیا جانا چاہیے۔ مگر ایسے لوگوں کے لئے مہلت کا بھی ایک وعدہ ہے۔ پھر اس کے سوا انہیں ہرگز پناہ کے لئے کوئی جگہ نہیں مل سکے گی۔

وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿٥٩﴾ ع 8 6 20

59-اور (یہ ہے اللہ کا وہ دستور جو شروع سے اسی طرح چلا آ رہا ہے، 18/55 اور جس کے مطابق) ہم نے ان بستیوں کو ہلاک کر دیا جنہوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی۔ اور (اسی قانون کے مطابق) ہم نے ان کی تباہی کا وعدہ (مہلت کا وقفہ پورا ہو جانے کے بعد، 18/58) مقرر کر رکھا تھا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾

60-اور (یاد رکھو! کہ اعمال اور حالات کی بعض حقیقتیں اس قدر باریک ہوتی ہیں جو انسان کی نظروں سے اوجھل ہوتی ہیں اس لئے اللہ فوری گرفت کرنے کی بجائے ایک مقررہ وعدہ تک مہلت کا وقفہ دیے رکھتا ہے 18/58۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے اس واقعہ کی طرف آؤ کہ) جب موسیٰ اپنے ایک نوجوان رفیق (کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ سفر لمبا تھا اور اس کا رفیق اکتا گیا۔ لیکن موسیٰؑ نے) کہا! میں بدستور چلتا جاؤں گا جب تک اس (مقام) تک نہ پہنچوں جہاں دونوں دریا ملتے ہیں چاہے یوں چلتے رہنے میں کتنا ہی وقت کیوں نہ لگ جائے۔

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾

61- پھر جب وہ دونوں دو دریاؤں کے درمیان سنگم پر پہنچے (تو آرام کرنے کے لئے دریا کے کنارے ایک پتھر کے پاس ٹھہر گئے، 18/63) مگر وہ یہ بھول گئے (کہ ان کے پاس ایک) مچھلی ہے۔ اور (اس دوران) اس نے (سرکتے سرکتے) سرنگ کی طرح دریا میں (جانے کے لئے) اپنا راستہ بنا لیا۔

(نوٹ: یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس زمانے کے رواج کے مطابق سفر پر جانے والے اپنے پانی کے مشکیزے میں زندہ مچھلی یا مچھلیاں رکھ لیتے ہوں گے تا کہ وہ خراب ہونے سے محفوظ رہیں اور ضرورت کے وقت کھانے کے لئے استعمال ہو سکیں۔ مگر بعض

مفسرین اس مچھلی کو سمجھتے ہیں کہ یہ تلی ہوئی تھی اور زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی اور بعض مفسرین سمجھتے ہیں کہ اس آیت میں مچھلی کو ایک استعارے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے ورنہ مطلب کوئی اور ہے۔ البتہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ممکن ہے سفر کے دوران ہی اسی دریا سے مچھلی ہاتھ لگی ہو اور وہیں کہیں ریت میں کچھ دیر کے لئے محفوظ کیا گیا ہو اور وہ وہیں سے سرکتے سرکتے سرنگ لگا کر واپس دریا کے پانی میں چلی گی ہو)۔

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾

62- پھر جب وہ دونوں اس مقام سے آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے ساتھی سے کہا! بلاشبہ ہمارے اس سفر نے ہمیں بہت تھکا دیا ہے اس لئے لاؤ صبح کا کھانا (تاکہ اس کے بعد کچھ آرام کر لیں)۔

قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَاۤ اَنْسٰىنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ ۖۗ عَجَبًا ﴿۶۳﴾

63- (لیکن) موسیٰ کے ساتھی نے کہا! کہ کیا آپ نے دیکھا کہ جب ہم (دریا کنارے) پتھر کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے تو حقیقت میں مَیں بھول گیا کہ (میرے پاس) مچھلی بھی ہے جس نے (سرکتے سرکتے) عجیب طرح سے دریا میں اپنا راستہ بنالیا مگر میں آپ سے اس کا ذکر نہ کر سکا کیونکہ شیطان نے یہ بات میرے ذہن سے نکال دی۔

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖۗ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾

64- موسیٰ نے کہا! یہی ہے (وہ مقام) جو ہم چاہتے تھے (اور جس کی ہم تلاش میں ہیں)۔ چنانچہ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے پیچھے لوٹ گئے۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾

65- پھر (وہاں) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جس کی ہم نے قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے اسے اس کے کمال تک پہنچا رکھا تھا۔ اور ہم نے اسے اپنے پاس سے کسی نشانی سے ہی حقائق کو پہچان لینے والا علم دے رکھا تھا (عَلَّم)۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾

66- (جب وہ جانے لگا تو) موسیٰ نے اس سے کہا! (کہ اگر آپ اجازت دیں تو) کیا میں آپ کے ساتھ چلوں، بشرطیکہ (آپ اس پر آمادہ ہوں کہ) مجھے بھی آنے والے حالات کے مطابق معاملات کا صحیح حل پا لینا سکھا دیں گے (رُشد جیسا کہ آپ کو سکھایا گیا ہے۔

(**نوٹ**: یہ آیت 18/66 آگاہی دیتی ہے کہ اللہ کا وہ خاص بندہ 18/65 میں جس کا ذکر ہے اور جسے مفسرین عام طور پر خضر کا نام دیتے ہیں، اسے جو خاص علم سکھایا گیا تھا اور جسے بعض مفسرین عام طور پر علمِ لدنی کہتے ہیں، وہ ''علمِ رُشد'' تھا۔ لفظ رشد کا مادہ

(رش د) ہے۔اس کے مندرجہ ذیل بنیادی مطالب ہیں: آنے والے حالات کے مطابق معاملہ کا صحیح حل پالینا، صحیح راستہ پالینا اور اس پر پختگی سے جمے رہنا وغیرہ۔لہٰذا علمِ رُشد کا مطلب ہے ایسا علم جس کی وجہ سے انسان آنے والے حالات کے مطابق معاملات کا صحیح حل پا سکے چنانچہ اوپر والی آیت 18/65 میں جو لفظ ''لُد نا'' استعمال ہُوا ہے تو اُس کا مادہ (ل د ن) ہے جس کے بُنیادی معنیٰ: پاس۔ نزدیک۔طرف سے ہیں۔لہٰذا علم لدنی کا مطلب ہے وہ علم جو اللہ کی طرف سے ملا ہو۔اور یہ کوئی بھی علم ہوسکتا ہے۔چنانچہ علم لدنی بذات خود کوئی علم نہیں ہے بلکہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ کون سا علم کس کی طرف سے ملا۔بہر حال، ان آیات میں جن علوم لِدنی کا ذکر کیا گیا ہے اُن میں ایک علمِ عَلَّم ہے جو آیت 18/65 میں ہے اور دوسرا علمِ رُشد ہے جس کا ذکر 18/66 میں ہے)۔

قَالَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا ﴿۶۷﴾

67-اس نے کہا! (کہ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں مگر) حقیقت یہ ہے کہ تم ضبط وتحمل سے میرا ساتھ نہیں دے سکو گے۔

وَكَيۡفَ تَصۡبِرُ عَلٰى مَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ خُبۡرًا ﴿۶۸﴾

68-اور (میرا اندازہ یہ ہے کہ) جب تم (کوئی ایسی بات دیکھو گے) جو تمہاری سمجھ سے باہر ہوگی تو تم ضبط نہیں کرسکو گے (اور اس پر اعتراض کرنا شروع کردو گے)۔

قَالَ سَتَجِدُنِىۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَاۤ اَعۡصِىۡ لَكَ اَمۡرًا ﴿۶۹﴾

69-موسیٰ نے کہا (کہ میں تو وہ کچھ سیکھنا چاہتا ہوں جو آپ کو عطا کیا گیا ہے۔اس لئے) آپ دیکھیں گے کہ میں انشااللہ ضبط سے کام لوں گا اور کسی بات میں آپ کی خلاف ورزی نہیں کروں گا۔

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعۡتَنِىۡ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِىۡ عَنۡ شَىۡءٍ حَتّٰۤى اُحۡدِثَ لَكَ مِنۡهُ ذِكۡرًا ﴿۷۰﴾ ع 9/11/21

70-اس نے کہا! کہ اگر تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے (تو ایک بات کا خیال رکھنا کہ) جب تک میں خود تم سے کسی چیز کے متعلق ذکر نہ کروں، تم مجھ سے کچھ نہ پوچھنا۔

فَانۡطَلَقَا ۚ حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيۡنَةِ خَرَقَهَا ‌ؕ قَالَ اَخَرَقۡتَهَا لِتُغۡرِقَ اَهۡلَهَا‌ ۚ لَقَدۡ جِئۡتَ شَيۡـًٔـا اِمۡرًا ﴿۷۱﴾

71-چنانچہ (اس قول واقرار کے بعد) وہ دونوں چل پڑے (اور چلتے گئے) حتی کہ جب وہ ایک کشتی میں سوار ہوئے تو اس شخص نے کشتی میں شگاف کردیا۔(موسیٰ نے جھٹ سے) کہا! (یہ آپ نے کیا کردیا)۔آپ نے کشتی میں شگاف کر دیا تاکہ آپ مسافروں کو غرق کردیں۔یہ تو آپ نے واقعی ایک عجیب (خطرناک) حرکت کرڈالی ہے۔

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا ﴿۷۲﴾

72-اس نے (موسیٰ سے) کہا! کہ تم یقیناً میرے ساتھ ضبط سے کام نہیں لے سکو گے۔

قَالَ لَا تُؤَاخِذۡنِیۡ بِمَا نَسِیۡتُ وَلَا تُرۡهِقۡنِیۡ مِنۡ اَمۡرِیۡ عُسۡرًا ﴿۷۳﴾

73-(موسیٰ نے) کہا! آپ میری بھول پر میری گرفت نہ کریں اور (مہربانی سے آپ) میرے معاملے میں ذرا سختی سے کام نہ لیں۔

فَانۡطَلَقَا ٝ حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلۡتَ نَفۡسًا زَکِیَّةًۢ بِغَیۡرِ نَفۡسٍ ؕ لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡـًٔا نُّکۡرًا ﴿۷۴﴾

74-چنانچہ وہ دونوں پھر آگے چل پڑے، یہاں تک (کہ ایک بستی کے قریب پہنچے تو وہاں) انہیں ایک لڑکا ملا جسے اس شخص نے قتل کر دیا۔ (اس پر پھر) موسیٰ (بے اختیار) بول اٹھا! (یہ آپ نے کیا کر دیا) آپ نے تو ایک بے گناہ کی جان لے لی حالانکہ اس نے تو کسی کا خون نہیں کیا تھا (کہ اس کے بدلے میں اس کا خون کیا جاتا) اس لحاظ سے تو آپ نے یقیناً بہت ہی بُرا کام کر ڈالا ہے۔

الجزء 16

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّکَ اِنَّکَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ مَعِیَ صَبۡرًا ﴿۷۵﴾

75-اس نے (موسیٰ سے) کہا! کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ یقیناً تم سے ضبط نہیں ہو سکے گا (اور تم ضرور اعتراض کر ڈالو گے)۔

قَالَ اِنۡ سَاَلۡتُکَ عَنۡ شَیۡءٍۭ بَعۡدَهَا فَلَا تُصٰحِبۡنِیۡ ۚ قَدۡ بَلَغۡتَ مِنۡ لَّدُنِّیۡ عُذۡرًا ﴿۷۶﴾

76-موسیٰ نے کہا! اگر میں اس کے بعد آپ سے کسی چیز کی نسبت سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں۔ لہٰذا، اب آپ کو میری طرف سے یہ عذر مل گیا ہے (اس لئے مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی)۔

فَانۡطَلَقَا ٝ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهۡلَ قَرۡیَةِ ۣاسۡتَطۡعَمَاۤ اَهۡلَهَا فَاَبَوۡا اَنۡ یُّضَیِّفُوۡهُمَا فَوَجَدَا فِیۡهَا جِدَارًا یُّرِیۡدُ اَنۡ یَّنۡقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوۡ شِئۡتَ لَتَّخَذۡتَ عَلَیۡهِ اَجۡرًا ﴿۷۷﴾

77-چنانچہ وہ دونوں پھر چل پڑے یہاں تک کہ وہ ایک بستی والوں کے پاس آ گئے جہاں انہوں نے وہاں کے رہنے والوں سے (اپنے لئے) کھانے کی درخواست کی۔ مگر بستی والوں نے انہیں کھانا دینے سے انکار کر دیا۔ (اس دوران) انہوں نے دیکھا کہ وہاں ایک دیوار ہے جو گرا چاہتی ہے (موسیٰ کے ساتھ جو شخص تھا) اس نے (اس کی مرمت شروع کر دی اور) اسے پھر سے قائم کر دیا۔ (اس پر موسیٰ سے پھر نہ رہا گیا اور وہ) بول اٹھا! کہ (بستی والوں نے ہم سے اِتنا بُرا سلوک کیا کہ کھانا تک نہ دیا اور آپ نے مفت میں ان کی دیوار بنا دی۔ میں کم از کم اتنا ضرور کہوں گا کہ) اگر آپ چاہتے تو ان سے اس کا معاوضہ لے سکتے تھے۔

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنِکَ ۚ سَاُنَبِّئُکَ بِتَاۡوِیۡلِ مَا لَمۡ تَسۡتَطِعۡ عَّلَیۡهِ صَبۡرًا ﴿۷۸﴾

78-(اس پر) اس شخص نے کہا! (کہ بس اب انتہا ہوگئی۔ اب ہم اکھٹے نہیں رہ سکتے۔ لہٰذا) ہماری علیحدگی کا وقت آ گیا ہے۔ اور اب میں تمہیں ان باتوں کی حقیقت بتلاتا ہوں جن پر تم ضبط نہ کر سکے (اور اعتراض پر اعتراض کرتے چلے گئے)۔

اَمَّا السَّفِيۡنَةُ فَكَانَتۡ لِمَسٰكِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ فِى الۡبَحۡرِ فَاَرَدْتُّ اَنۡ اَعِيۡبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمۡ مَّلِكٌ يَّاۡخُذُ كُلَّ سَفِيۡنَةٍ غَصۡبًا۝۷۹

79-(اس نے کہا! سب سے پہلے کشتی والا معاملہ لو تو) وہ چند ایسے غریب لوگوں کی کشتی تھی جن کے ذرائع آمدنی ساکن ہوگئے تھے۔ اور وہ دریا میں محنت مزدوری کر کے (اپنے پیٹ پال رہے) تھے۔ (وہ جس طرف کشتی لئے جا رہے تھے) وہاں ان کے آگے ایک (ظالم) بادشاہ تھا جو ہر (اچھی) کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔ چنانچہ میں نے ارادہ کرلیا کہ ان کی (کشتی) کو عیب دار بنا دوں (تا کہ وہ اسے ناقص دیکھ کر ہاتھ نہ ڈالے)۔

وَاَمَّا الۡغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤۡمِنَيۡنِ فَخَشِيۡنَاۤ اَنۡ يُّرۡهِقَهُمَا طُغۡيَانًا وَّكُفۡرًا ۚ۝۸۰

80-اور (باقی رہا لڑکے کا معاملہ تو) وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ بڑے مومن تھے (لیکن وہ لڑکا بڑا سرکش باغی اور قانون شکن تھا)۔ مجھے ڈر تھا کہ وہ انہیں اپنی سرکشی اور کفر میں پھنسا کر رہے گا (اور دیگر انسانوں کے ساتھ اس کے ماں باپ بھی ذلیل وخوار ہو جائیں گے)۔

فَاَرَدۡنَاۤ اَنۡ يُّبۡدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيۡرًا مِّنۡهُ زَكٰوةً وَّاَقۡرَبَ رُحۡمًا۝۸۱

81-لہٰذا (میں نے اسے قتل کر کے لوگوں کو اس کی فساد انگیزیوں سے محفوظ کر دیا اور اس کے ماں باپ کو ناحق اس کی سرکشی اور کفر کی لپیٹ میں آ جانے سے بچا لیا۔ اس لئے) میں نے ارادہ کرلیا یعنی میں نے دل سے دُعا کی کہ ان کا رب اس کے بدلے میں ان کو ایسی اولاد دے جس کی صلاحیتوں کی نشوونما اس سے بہتر ہو اور وہ (لوگوں کو) ان کے کمال تک لے جانے کے لئے مدد و رہنمائی فراہم کرنے (والی صفت) کے قریب ہو۔

وَاَمَّا الۡجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيۡنِ يَتِيۡمَيۡنِ فِى الۡمَدِيۡنَةِ وَكَانَ تَحۡتَهٗ كَنۡزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوۡهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنۡ يَّبۡلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَيَسۡتَخۡرِجَا كَنۡزَهُمَا ۖ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلۡتُهٗ عَنۡ اَمۡرِىۡ ؕ ذٰلِكَ تَاۡوِيۡلُ مَا لَمۡ تَسۡطِعْ عَّلَيۡهِ صَبۡرًا ؕ۝۸۲

ع 10 12 1

82-اور (اب رہا معاملہ دیوار کا تو اس پر تمہارا اعتراض دیوار بنانے پر نہیں بلکہ اسے مفت بنانے پر ہے، تو اصل بات یہ ہے کہ) وہ جو دیوار تھی تو وہ بستی کے دو یتیم بچوں کی تھی۔ ان کے باپ نے جو بڑا سنوارنے والا نیک آدمی تھا،

ان دونوں کے لیئے دیوار کے نیچے کچھ خزانہ (دفن کرر کھا) تھا۔لہٰذا، تمہارے رب نے ارادہ کیا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور تب تمہارے رب کی رحمت سے وہ اپنا خزانہ (خود ہی) نکالیں۔لیکن یہ سب کچھ میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا (بلکہ اللہ کی وحی کی رُو سے کیا ہے)۔لہٰذا، یہ ہے حقیقت ان معاملات کی جن کے متعلق تم ضبط سے کام نہیں لے سکے تھے (اور اعتراض پہ اعتراض کرتے جارہے تھے)۔

(نـــوٹ: اگرچہ بظاہر ان واقعات کو جس طرح حل کیا گیا ہے وہ انسانی شریعت کے مطابق نہیں ہے۔لیکن یہ واقعات اسی حقیقت کی گواہی دیتے ہیں کہ اس دور میں انسانی شریعت ختم ہو چکی تھی اور جو جابر تھا وہ کشتی چھین رہا تھا، لڑکا سرکش و کافر تھا، بستی والے کسی مسافر کو کھانا دینے کو تیار نہیں تھے اور یتیموں کا مال اگر کسی کو مل جاتا تو ہڑپ کر جاتا اور وہاں کوئی قانون نہیں تھا جو کسی کو کسی جرم میں اپنی گرفت میں لے لیتا یعنی جو چاہے کسی کو قتل کر کے چل دیتا اور جو چاہے کسی کا مال چھین لیتا۔یوں محسوس ہوتا ہے کہ مذکورہ واقعات کی مثالوں سے موسیٰؑ کو یہی آگاہی فراہم کرنا تھی کہ انسانی شریعت وہی بہتر ہے جو نازل کردہ احکام وقوانین کے مطابق ہو اور آنے والے حالات کی پیش بندی کر کے معاملات کا صحیح حل نکالنے سے ہی قوم کی بہتر رہنمائی ہوسکتی ہے۔لہٰذا، یہ تھا علمِ رُشد جس کے لئے موسیٰؑ کو ان واقعات کے تجربات سے گزار کر آگاہی فراہم کی گئی تاکہ وہ آگے چل کر اپنی قوم کی رہنمائی کرسکیں۔البتہ بعض مفسرین جو قرآن کے بعض واقعات اور اصطلاحات کو استعارے یا تلمیح کے طور پر لیتے ہیں ان کی رائے ہے کہ موسیٰؑ اور خضر کا سفر دراصل انسانی ذات کا اپنا سفر ہے جس میں مچھلی کے گم ہونے سے لے کر خزانے کو محفوظ کرنے کے لئے دیوار کو قائم کرنے تک انسانی عقل، انسانی نفس، انسانی روح کی پرورش اور نشوونما ہے تاکہ وہ سرکشی، کفر اور جبر وغیرہ سے محفوظ ہو کر عاجزی، اطمینان اور درست وشفاف سوچ حاصل کر سکے جس کے لئے انسان خود اپنا خضر یعنی خود اپنا رہنما ہے)۔

وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنۡ ذِى الۡقَرۡنَيۡنِ‌ؕ قُلۡ سَاَتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ مِّنۡهُ ذِكۡرًا ؕ﴿۸۳﴾

83-اور (اگر انسانی شریعت بالکل تباہ ہو جائے اور ظلم وسرکشی بڑھتی جائے تو اللہ کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ ان حالات پر کسی کو غالب آجانے کی طاقت دے دیتا ہے اور وہ کمزوروں کی مدد کے لئے نکل کھڑا ہوتا ہے۔چنانچہ اس سلسلے میں، اے رسولؐ!) تم سے یہ لوگ ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ان سے کہو! کہ میں (تمہیں) اس کا بھی مختصر حال بیان کرتا ہوں۔

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الۡاَرۡضِ وَاٰتَيۡنٰهُ مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ سَبَبًا ۙ﴿۸۴﴾

84-اصل میں (اس کی داستان یوں شروع ہوتی ہے کہ) ہم نے اسے زمین پر حکمرانی عطا کی تھی اور اسے ہر قسم کا (ضروری) ساز وسامان بھی دے رکھا تھا۔

فَاَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾

85-اس نے (پہلے مغرب کی سمت ایک مہم) کے لئے ساز وسامان کی پیروی کی یعنی ساز وسامان سے تیاری کی۔

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۭ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝

86-(اور مہم کے لئے نکل پڑا اور چلتے چلتے) یہاں تک کہ ایک ایسے مقام تک جا پہنچا جہاں مغرب کی طرف (آگے پانی ہی پانی تھا اور) اسے یوں لگا کہ جیسے سورج ایک وسیع سیاہ دلدل والے پانی میں ڈوب رہا ہے (کیونکہ وہاں دُور تک نظر آنے والا پانی سیاہی مائل لگ رہا تھا) اور اس کے قریب ہی اس نے ایک قوم کو دیکھا۔(اس قوم نے اس کی سخت مخالفت کی مگر وہ اس پر غالب آگیا اور وہ چاہتا تو ان کو سرکشی کی سزا دیتا) مگر ہم نے کہا! کہ اے ذوالقرنین! یہ تمہاری مرضی ہے کہ چاہے تو تم ان کو سزا دو اور چاہے تو ان سے حسنِ سلوک سے پیش آؤ (کیونکہ پہلا راستہ عدل کا ہے اور دوسرا راستہ احسان کا ہے)۔

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝

87-ذوالقرنین نے ان سے کہا! (یاد رکھو کہ) جو شخص دوسروں کے حقوق کم کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کرے گا تو ہم اسے سزا دینے میں تاخیر نہیں کریں گے۔ (کیونکہ ظلم کی سزا نہ صرف اسے یہاں بھگتنا پڑے گی) بلکہ جب وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہاں وہ جو اسے عذاب دے گا تو وہ بہت سخت عذاب ہوگا۔

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَاۗءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝

88-اور جو شخص ایمان لے آئے گا اور سنور نے سنوار نے کے کاموں میں مصروف رہے گا تو اسے ایسا صلہ میسر آئے گا جو حسین وخوشگوار ہوگا اور ہم اپنے احکام میں اس کے لئے آسانیاں پیدا کر رکھیں گے۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝

89-(اس کے بعد) پھر اس نے (ایک اور مہم کے لئے) ساز وسامان سے تیاری کی (اور پھر اگلی مہم کے لئے نکل پڑا)۔

حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰي قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝

90-(یہ مہم مشرق کی جانب تھی اور وہ چلتا رہا۔ چلتے چلتے) یہاں تک کہ جب وہ اس مقام تک پہنچا جہاں اسے لگا کہ سورج ایک ایسی قوم پر طلوع ہو رہا ہے جہاں ہم نے ان کے آگے (سورج کی شعاعوں سے بچنے کے لئے) کوئی پردہ نہیں بنا رکھا تھا (یعنی وہ کھلے میدان میں بے گھر اور بے در خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کر رہے تھے)۔

كَذٰلِكَ ۭ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝

91- یہ تھی ان کی حالت (مگر اس کے برعکس) ذوالقرنین کے پاس جو ساز و سامان تھا اس کا ہمیں پورا پورا علم ہے (چنانچہ وہ قوم ذوالقرنین کا مقابلہ نہ کر سکی اور وہ ان کی شورش کو با آسانی ختم کر کے واپس آ گیا)۔

ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾

92- پھر اس نے (ایک اور مہم کے لئے) ساز و سامان تیار کیا (اور چل پڑا)۔

حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَیۡنَ السَّدَّیۡنِ وَجَدَ مِنۡ دُوۡنِہِمَا قَوۡمًا ۙ لَّا یَکَادُوۡنَ یَفۡقَہُوۡنَ قَوۡلًا ﴿۹۳﴾

93- (وہ چلتا رہا) یہاں تک کہ وہ جب دو پہاڑوں کی رکاوٹوں کے درمیان وادی میں پہنچا (تو اس نے دیکھا کہ اس وادی کے) دونوں اطراف (والے پہاڑوں کی وجہ سے) ایک درہ (بن گیا ہوا تھا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ ایک قوم رہتی تھی۔ (مگر اس قوم کے لوگ زبان کے مختلف ہونے کی وجہ سے) اس کی کوئی بات نہیں سمجھتے تھے۔

قَالُوۡا یٰذَا الۡقَرۡنَیۡنِ اِنَّ یَاۡجُوۡجَ وَ مَاۡجُوۡجَ مُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَہَلۡ نَجۡعَلُ لَکَ خَرۡجًا عَلٰۤی اَنۡ تَجۡعَلَ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَہُمۡ سَدًّا ﴿۹۴﴾

94- (چنانچہ اس قوم کے) لوگوں نے (بات سمجھنے سمجھانے والوں کے ذریعے) کہا! کہ اے ذوالقرنین! (ہم ایک سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ آپ اگر ہمیں اس سے نجات دلا دیں تو ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے) کیونکہ حقیقت یہ ہے (کہ یہاں سے اس طرف) یاجوج ماجوج (کے وحشی قبائل ہیں جو نہایت شعلہ مزاج، تندخو، برق رفتار اور آندھی کی طرح اُمڈ آنے والے ہیں اور وہ ہمیں چین سے نہیں بیٹھنے دیتے اور تمہارے جانے کے بعد وہ پھر ہم پر چڑھ دوڑیں گے۔ کیونکہ) وہ ہمارے ملک میں لوٹ مار کرتے رہتے ہیں (اور ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے)۔ لیکن اگر آپ ہمارے اور ان کے درمیان (اس درے) میں ایک دیوار بنا دیں تو ہم خراج کے طور پر تمہارے لئے کچھ (مال اکٹھا کر لیتے ہیں)۔

قَالَ مَا مَکَّنِّیۡ فِیۡہِ رَبِّیۡ خَیۡرٌ فَاَعِیۡنُوۡنِیۡ بِقُوَّۃٍ اَجۡعَلۡ بَیۡنَکُمۡ وَ بَیۡنَہُمۡ رَدۡمًا ﴿ۙ۹۵﴾

95- ذوالقرنین نے کہا! کہ جو کچھ میرے رب نے مجھے عطا کر رکھا ہے وہ بہت بہتر ہے (اس لئے مجھے تمہارے خراج کی ضرورت نہیں۔ تم پر کیونکہ ظلم ہو رہا ہے اور ظلم کو روکنا اللہ کے حکم کے مطابق ہے۔ لہٰذا) تم مجھے اپنی محنت سے مدد دو (یعنی مزدور مہیا کر دو) تو میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط بند بنا دوں گا۔

اٰتُوۡنِیۡ زُبَرَ الۡحَدِیۡدِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیۡنَ الصَّدَفَیۡنِ قَالَ انۡفُخُوۡا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَہٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوۡنِیۡۤ اُفۡرِغۡ عَلَیۡہِ قِطۡرًا ﴿ؕ۹۶﴾

96- (اور اب تم یوں کرو کہ) لوہے کے بڑے بڑے تختے مجھے لا کر دو۔ (بہر حال، اس طرح جب یہ سامان تیار ہو گیا)

اوراس نے دونوں پہاڑوں کے درمیان (لوہے کی دیوار کو اٹھاتے اٹھاتے) یہاں تک کہ ان کے برابر کر کے (درے کو بند کر دیا) تو اس نے کہا! (کہ بھٹیاں سلگاؤ اور) انہیں جھونکو حتی کہ جب اس (لوہے کی دیوار کو) آگ کی مانند کر دیا گیا تو اس نے کہا! کہ اب پگھلا ہوا تانبہ میرے پاس لاؤ تا کہ اس پر انڈیل دیں۔

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا۝۹۷

97-(اس طرح وہ لوہے کی دیوار اس قدر مضبوط اور بلند بن گئی کہ) پھر یاجوج و ماجوج (کے قبائل) نہ تو اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اس میں سرنگ لگا سکتے تھے۔

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا۝۹۸

98-(اس عظیم کام کو دیکھ کر ذوالقرنین نے) کہا! کہ یہ میرے رب کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی سے اپنے کمال تک پہنچا ہے۔(اور اسے ویسے تو ختم نہیں کیا جا سکتا) لیکن (جب اس مضبوط دیوار کے ختم ہو جانے کے لئے) میرے رب کا وعدہ آجائے گا تو وہ اس کو ہموار کر کے رکھ دے گا کیونکہ میرے رب کا وعدہ ایک اٹل سچائی ہے۔

(**نوٹ:** ذوالقرنین کون تھا؟ اس کے بارے میں بہت سی متضاد تحقیقات ہیں تاہم جس تحقیق کو حقائق کے قریب سمجھا گیا وہ کچھ یوں ہے۔ ذوالقرنین ایران کا شہنشاہ کیخسرو تھا جسے خرس یا سائرس بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا زمانہ محمدؐ سے تقریباً 1159 سال پہلے کا تھا۔ ایران میں مملکت کو قرن (سینگ) سے تعبیر کیا جاتا تھا اور ذوالقرنین کی لیڈیا اور فارس کی دو سلطنتوں پر حکمرانی تھی اسی لئے اسے ذوالقرنین کہا جاتا ہے۔ اسی شہنشاہ نے محمدؐ سے تقریباً 1138 سال پہلے یہودیوں کو بابل میں المناک اسیری سے نجات دلائی تھی۔ ذوالقرنین کی تین اہم مہمات ہیں۔ اول: مغرب یعنی لیڈیا کی طرف جہاں اس نے سورج کو کٹے پھٹے ساحل کے مٹی آلود علاقے میں ڈوبتے دیکھا۔ یہاں سورج کا ڈوبنا محاورے کے طور پر استعمال ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی جگہ کا دُور تک اس قدر وسیع ہونا کہ اس کے کناروں سے آگے سورج ڈوبتا ہوا محسوس ہو۔ دوسری مہم بلخ اور وہاں کے بعض قبائل کو کچلنے کے لئے تھی۔ اور تیسری مہم اس پہاڑی درے کی طرف جسے اس نے لوہے کی چادروں سے بند کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دیوار کوہِ قاف کے ایک درے پر بنائی گئی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ درہ داریال کی آہنی دیوار ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بخارا سے ڈیڑھ سو میل جنوب مشرق میں ترکمانستان و ہند کی شاہراہ پر واقع تھی۔ اور یہ درہ تقریباً ایک ڈیڑھ سو گز چوڑا تھا۔ اس دیوار کو عربوں کے ہاں باب الحدید اور ایرانیوں کے ہاں درِ آہنی کہا جاتا ہے۔ ذوالقرنین محمدؐ سے تقریباً 1129 سال پہلے ایک مقامی جنگ میں مارا گیا۔ ذوالقرنین ایمان کے حوالے سے اللہ پر اور آخرت پر اور عملِ صالح پر یقین رکھتا تھا اور گناہوں کے خلاف تھا۔ یاجوج ماجوج: کہا جاتا ہے کہ یہ وحشی قبائل تھے۔ ان کے پاس گھوڑے بھی تھے اور تیر کمان بھی ہوتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے عیسیٰؑ کے پیدا ہونے سے پہلے برطانوی جزائر پر بھی حملہ کیا تھا۔ یاجوج اور ماجوج اپنی بربریت اور ظلم کی وجہ سے تاریخی طور پر شر، فساد اور بدی کی علامت بن چکے ہیں)۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾

99- بہر حال (ایسا ضرور ایک) دن طاری ہو کر رہے گا جب ہم موج در موج (انسانوں کو) ایک دوسرے سے گھتم گھتا ہونے کے لئے چھوڑ دیں گے۔ اور صور میں پھونک ماری جائے گی اور پھر ہم سب کو جمع کر دیں گے۔

(نوٹ: صور سینگ جیسے بنے ہوئے باجے یا بگل کو کہتے ہیں جس میں پھونک ماری جاتی ہے اور آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس آیت 18/99 کے بارے میں مفسرین کے ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت قیامت کی اور قیامت کے ماحول کی آگاہی دیتی ہے مفسرین کے دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت انسانوں کے درمیان کسی ایسے تصادم کی خبر دیتی ہے جو قیامت خیز ہوگا اور اس طرح نوعِ انسان اپنے اوپر خود ہی تباہی طاری کر لے گا۔ بعض مفسرین اس آیت میں انسانوں کے اپنے درمیان اعلانِ جنگ کو بھی صور کی آواز قرار دیتے ہیں)۔

وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿۱۰۰﴾

100- اور جن لوگوں نے نازل کردہ سچائیوں و احکام وقوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی تھی تو اس دن ہم جہنم کو بالکل عیاں کر کے ان کے سامنے لے آئیں گے۔

ع 11 19 2

الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾

101- کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے میرے ذکر یعنی میری باتوں اور حقائق (کو ماننے کی بجائے) اپنی آنکھوں پر پردے ڈال رکھے تھے اور نہ ہی وہ (نازل کردہ صداقتوں کے متعلق) کچھ سننے کو تیار تھے۔

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾

102- (یہ حقائق بیان کرنے کے بعد میری ہدایت کا انکار کرنے والوں سے پوچھو! کہ) یہ کافر لوگ جنہوں نے مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا ولی بنا رکھا ہے تو کیا وہ سمجھتے ہیں (کہ میں انہیں کچھ نہیں کہوں گا)۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ایسے کافروں کے لئے جہنم (کا عذاب تیار کر رکھا ہے جو) ان کی مہمان نوازی کرے گا۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾

103- (لہٰذا، جن لوگوں نے غلط راستے اختیار کر رکھے ہیں تو وہ خود اپنے غلط کاموں پر غور کریں۔ ورنہ ان سے) کہو! کہ کیا ہم تمہیں خبردار کریں کہ جو کام تم کر رہے ہو (ان کے نتیجے میں) تمہیں بدترین خسارے کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾

104- یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری کوششیں اس دنیا کی زندگی (کے مفادات میں ہی) ضائع ہو کر رہ جاتی ہیں مگر وہ یہی سمجھتے رہتے ہیں کہ جو کچھ وہ کاریگری کرتے جا رہے ہیں وہ بہت اچھی ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمۡ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فَلَا نُقِیۡمُ لَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ وَزۡنًا ﴿۱۰۵﴾

105-چنانچہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کا یعنی اپنے رب کے احکام وقوانین اور سچائیوں کا اور اس سے ملاقات کا انکار کررکھا ہے۔لہٰذا (اسی وجہ سے) ان کے سارے اعمال ضائع چلے جائیں گے۔اور قیامت کے دن (ان کے اعمال کا) وزن معلوم کرنے کے لئے (کوئی پیمانہ) قائم نہیں کیا جائے گا (کیونکہ وہ اپنی بے مائیگی کی شہادت آپ ہوں گے)۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمۡ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوۡا وَ اتَّخَذُوۡۤا اٰیٰتِیۡ وَ رُسُلِیۡ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾

106-لہٰذا، یہی جہنم ان کی جزا ہے کیونکہ وہ کفر کرتے رہے اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق اڑاتے رہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾

107-(ان کے برعکس) جو لوگ نازل کردہ سچائیوں واحکام وقوانین کو تسلیم کرکے امن واطمینان میں آگئے اور وہ سنورانے سنوارنے کے کام کرتے رہے تو ان کی مہمان نوازی کے لئے جنت الفردوس ہوگی۔

خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا لَا یَبۡغُوۡنَ عَنۡهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾

108-وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (اور ایسی اطمینان بھری زندگی بسر کریں گے کہ) وہاں سے وہ منتقل نہیں ہونا چاہیں گے۔

قُلۡ لَّوۡ كَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیۡ لَنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَنۡفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیۡ وَ لَوۡ جِئۡنَا بِمِثۡلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾

109-(جن حقائق سے آگاہ کیا جارہا ہے یہ اس اللہ کی حکمتوں اور اٹل قوانین کے مطابق ہے جس کے بارے میں اے رسولؐ! ان سے) کہو! کہ اگر سمندر (کا پانی لکھنے والی) روشنائی بن جائے تو میرے رب کے حقائق ختم ہونے سے پہلے ہی سمندر ختم ہو جائے گا بلکہ اگر ہم اسی طرح کے اور (سمندروں کو روشنائی بنا کر اس کی) مدد کے لئے لے آئیں (تب بھی اللہ کے علم کے حقائق ختم نہیں ہو سکتے)۔

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنۡ كَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ع 12 9 3

110-(اس لئے اے رسولؐ! انہیں واضح طور پر) آگاہ کردو! کہ میں تو تم ہی جیسا ایک بشر ہوں۔البتہ میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہیں جس کی پرستش واطاعت کرنی ہے وہ صرف ایک اللہ ہے۔لہٰذا، جو کوئی اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ سنورانے سنوارنے کے کاموں کے لئے جدوجہد کرتا رہے اور اپنے رب کی پرستش اور اس کے احکام وقوانین کی اطاعت میں کسی اور کی پرستش اور احکام وقوانین کی اطاعت کو شامل نہ کرے۔